لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

النور

گذشتہ مرتبہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جون ۹۱ء میں ڈیٹرائٹ میں منعقد ہونے والے امریکہ جماعت کے جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی تھی۔ امسال یہ جلسہ جون کی بجائے ۱۶، ۱۵، ۱۴ اکتوبر ۹۴ء کو واشنگٹن میں منعقد ہوگا جس میں حضور انور جلسہ میں شمولیت کے ساتھ مسجد بیت الرحمٰن (واشنگٹن) کا افتتاح بھی فرمائیں گے۔ انشاء اللہ۔

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by **The Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**
2141 Leroy Place, N.W., Washington DC 20008. Ph: (202) 232—3737
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Athens. OH 45701

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

NON PROFIT ORG
U. S. POSTAGE
P A I D
CHAUNCEY, OHIO
PERMIT # 1

چاند اور سورج گرہن کی پیشگوئی کو پورا ہوئے سو سال (۱۸۹۴ - ۱۹۹۴) ہونے پر ہیوسٹن میں جماعت کی طرف سے جو جلسہ ہوا اسکی چند تصویری جھلکیاں

جلسہ کی صدارت
محترم الحاج ڈاکٹر مظفر احمد ظفر صاحب
نے فرمائی۔

ناصرات:

۱۔ سمیع مرزا ۲۔ طیبہ شمشاد
۳۔ صبیحہ بشریٰ ۴۔ ثمیرہ
۵۔ مصلحہ داؤد ۶۔ ثنا طارق
۷۔ شاذیہ چوہدری
۸۔ زجاجہ بھٹی
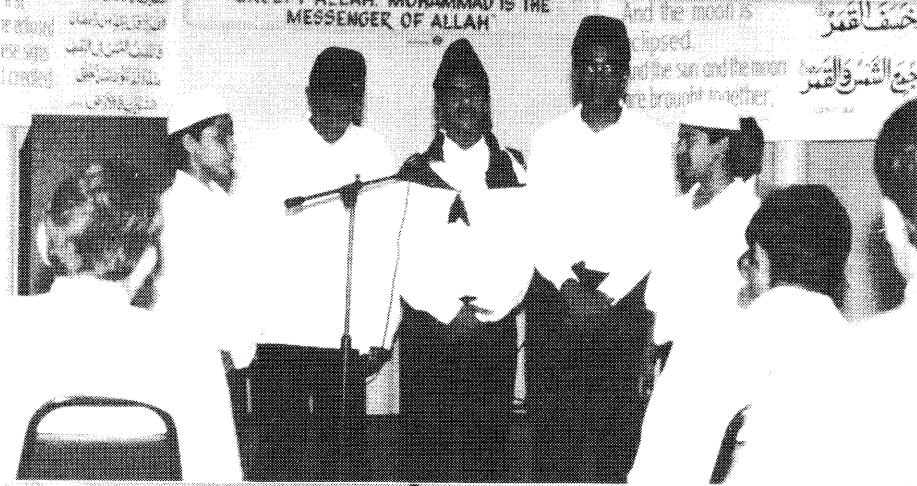
اطفال:

۱۔ مرزا سلمان احمد
۲۔ وقار جمیل
۳۔ سید سعادت احمد
۴۔ طارق بھٹی
۵۔ یاسین طارق

جلسہ کے سامعین

قرآن مجید

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۶﴾

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۷﴾

(اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے کہا۔ اے عیسیٰ! میں تجھے (طبعی طور پر) وفات دوں گا اور تجھے اپنے حضور میں عزت بخشوں گا اور کافروں (کے الزامات) سے تجھے پاک کروں گا اور جو تیرے پیرو ہیں انہیں اُن لوگوں پر جو منکر ہیں قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا۔ پھر میری ہی طرف تمہیں لوٹنا ہوگا۔ تب میں ان باتوں میں جن میں تم اختلاف کرتے ہو تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔

پس جو لوگ کافر ہیں انہیں میں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں (بھی) سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ (سورۃ آل عمران 3 : 57 - 56)

حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ اَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ اَحَدٌ۔

(مسلم کتاب التوبة باب فی سعة رحمة اللہ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کی سزا اور گرفت کا اندازہ ہو کہ کتنی سخت اور شدید ہے تو وہ جنت کی امید نہ رکھے اور یہی سمجھے کہ اس گرفت اور سزا سے بچنا محال ہے اور کافر کو اللہ تعالیٰ کے خزائن رحمت کا اندازہ ہو تو وہ اس کی جنت سے نا امید نہ ہو اور یقین کرے کہ اتنی بڑی رحمت سے بھلا کون بد قسمت محروم رہ سکتا ہے۔

(مسلم، کتاب التوبہ، باب فی سعتہ رحمتہ اللہ)

تشریح

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا کچھ اندازہ بتاتی ہے۔ کہ مومن تو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور مغفرت سے بے حد پر امید ہوتا ہے۔ خطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے پر امید ہو کر بخشش کا طلبگار ہوتا ہے۔ اور بہتر انسان بننے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسے معافی عطا بھی کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تقویٰ میں، نیکیوں میں، اور بھلائی کے کاموں میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی - کا مصداق بن جاتا ہے۔

اور اس کے برعکس اگر دیگر مذاہب کو دیکھیں تو بخشش، معافی اور رحمت کا وہ تصور ہی نہیں جو دین اسلام میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کافر اللہ کی رحمتوں سے مایوس ہی رہتا ہے۔ کبھی کفارہ پر یقین کر کے کبھی تناسخ پر ایمان لا کر خدا کی بخشش کا امید وار بنتا ہے۔ مگر یہ دونوں راستے ہی صحیح نہیں۔ اعمال صالحہ اور اعتقاد صحیحہ ہی راہ نجات کا باعث بنتے ہیں۔

ایڈیٹر: ظفر احمد سرور

نائبین: سید عندم احمد فرخ
میاں محمد اسماعیل وسیم
عبد الشکور احمد

جون ۱۹۹۴ء
احسان ۱۳۷۳ ھش
ذوالحجۃ - محرم ۱۴۱۴

کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہے

اے عزیزو ! اے پیارو ! کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی ہنیں کر سکتا - یقیناً سمجھ لو کہ کامل علم کا ذریعہ خدائے تعالیٰ کا الہام ہے - جو خدائے تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا - پھر بعد اس کے اس خدا نے جو دریائے فیض ہے یہ ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مہر لگا دے - اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کرے - بلکہ اس کے الہام اور مکالے اور مخاطبے کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں - ہاں ان کو ان کی راہوں سے ڈھونڈو - تب وہ آسانی سے تمہیں ملیں گے -

وہ زندگی کا پانی آسمان سے آیا اور اپنے مناسب مقام پر ٹھہرا - اب تمہیں کیا کرنا چاہئیے تا تم اس پانی کو پی سکو یہی کرنا چاہئیے کہ افتاں و خیزاں اس چشمہ تک پہنچو ، پھر اپنا منہ اس چشمہ کے آگے رکھ دو تا اس زندگی کے پانی سے سیراب ہو جاؤ -

انسان کی تمام سعادت اسی میں ہے - کہ جہاں روشنی کا پتہ لگے اسی طرف دوڑے اور جہاں اس گم گشتہ دوست کا نشان پیدا ہو اسی راہ کو اختیار کرے - دیکھتے ہو کہ ہمیشہ آسمان سے روشنی اترتی اور زمین پر پڑتی ہے اسی طرح ہدایت کا سچا نور آسمان سے ہی اترتا ہے - انسان کی اپنی ہی باتیں اور اپنی ہی اٹکلیں سچا گیان اس کو ہنیں بخش سکتیں - کیا تم خدا کو بغیر خدا کی تجلی کے پا سکتے ہو ؟ کیا تم بغیر اس آسمانی روشنی کے اندھیرے میں دیکھ سکتے ہو ؟ اگر دیکھ سکتے ہو تو شاید اس جگہ بھی دیکھ لو مگر ہماری آنکھیں گو بینا ہوں تاہم آسمانی روشنی کی محتاج ہیں - اور ہمارے کان گو شنوا ہوں تاہم اس ہوا کے حاجتمند ہیں جو خدا کی طرف سے چلتی ہے - وہ خدا سچا خدا ہنیں ہے جو خاموش ہے اور سارا مدار ہماری اٹکلوں پر ہے -

بلکہ کامل اور زندہ خدا وہ ہے جو اپنے وجود کا آپ پتہ دیتا ہے اور اب بھی اس نے چاہا ہے کہ آپ اپنے وجود کا پتہ دیوے - آسمانی کھڑکیاں کھلنے کو ہیں - عنقریب صبح صادق ہونے والی ہے - مبارک وہ جو اٹھ بیٹھیں اور اب سچے خدا کو ڈھونڈیں - وہی خدا جس پر کوئی گردش اور مصیبت ہنیں آتی -

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 129 - 130)

دلوں میں رُوحانی امراض کی دُوری کیلئے بھی تڑپ پیدا کریں

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"دیکھو! اور اپنے حالات کو خود مطالعہ کر کے دیکھو کہ کیا جس قدر تڑپ، کوشش اور اضطرابِ دنیوی اور ان ادنیٰ ضروریات کے لئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی جوش دینی ضروریات کے لئے بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر دین کو دنیا پر تقدم تو کہاں برابری بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ کہاں پورا کیا۔ مَیں نے خود تجربہ کیا ہے۔ ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں۔ جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے۔ مَیں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔

باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں۔ یہی بدظنی، منصوبہ بازی، تکبّر، دوسرے کی تحقیر، غیبت اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں، شرک وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی۔ مَیں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے نفس کو کبھی توکّل اور صبر کے مسائل پیش کر دیتا ہے۔ لیکن جب ظاہری بیماریاں اگر غلبہ کرتی ہیں تو پھر سب کچھ بھول جاتا ہے اور تردّد کرتا ہے۔ لیکن جب روحانی بیماریوں کا ذکر ہو تو توکّل کا نام لے دیتا ہے۔ یہ کیسی غلطی اور فروگذاشت ہے۔ ان دونوں نظاموں کو مختلف پیمانوں اور نظروں سے دیکھتا ہے۔ یعنی باطنی اور روحانی امور میں تو کہہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اور ظاہری امور میں اس کا نام شدید البطش رکھا ہے۔ یہ نادانی اور غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ دونوں امور میں اپنی صفات کی یکساں جلوہ نمائی کرتا ہے۔ پس جو لوگ امورِ دنیا میں تو سر توڑ کوششیں کرتے ہیں اور اسی کو اپنی زندگی کا اصل مقصد اور منشاءِ اعظم سمجھتے ہیں اور دین کو بالکل چھوڑتے ہیں۔ وہ غلطی کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کی صفات پر غور نہیں کرتے ہیں۔"

خطبہ عید فرمودہ ۱۶ر فروری ۱۹۰۵ء

اگر تم میری نعمتوں کی قدر کرو گے تو مَیں تم پر زیادہ انعام کروں گا

ارشاد سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خدا تعالیٰ بڑا غیور ہے۔ بہت سے انسان باغیرت ہوتے ہیں۔ انسان کی فطرت میں غیرت کے سمجھانے کے لئے یہ رکھا ہے کہ انسان جب کسی کے ساتھ کوئی احسان کرے یا کسی پر خوش ہو کر اس کو انعام دے اور آگے اس کی بے قدری ہو تو اس سے انعام لے لیتا ہے اور پھر اس کو انعام نہیں دیتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ تم اگر میری نعمتوں کی قدر کرو گے تو مَیں تم پر انعام زیادہ کروں گا۔ یہاں تک تاکید فرمائی ہے کہ مَیں ضرور تمہاری نعمتوں کو زیادہ کروں گا یہ فطرتِ انسانیہ سمجھائی ہے۔ ہر ایک انسان اپنے نفس میں سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ کسی پر انعام کرے اور وہ آگے سے انعام کی بے قدری کرے تو پھر انسان اس پر کبھی انعام نہ کرے گا۔ اگر انسان کسی کو کپڑا دے اور وہ وہیں اس کے سامنے چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دے یا کھانے کی چیز دے اور وہ کتّے کے آگے پھینک دے یا دودھ دیا اور اس نے پھینک دیا اور انعام کی بے قدری کی تو پھر اسے انعام دینے کو جی نہیں چاہتا اور انسان پھر دوبارہ اس پر انعام نہیں کرے گا۔ انسان تو اگر انسان کی بے قدری ہوتے دیکھے تو جس پر انعام کرے اس سے سب انعام چھین لیتا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی بے قدری کرے تو اللہ تعالیٰ چونکہ رب العالمین ہے ..... اللہ تعالیٰ جس نعمت کی ناقدری دیکھے وہی اس سے چھینتا ہے اور صرف اس کی سزا دیتا ہے جس کا خلاف ہو۔"

(از خطبہ فرمودہ ۶ر فروری ۱۹۱۴ء)

"یاد رکھو! دنیا کی تکلیفوں سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ انسان متقی ہو جائے۔ بہت نادان ہے وہ شخص جو فروع کی طرف دوڑتا ہے اور اصول کو ترک کر دیتا ہے۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دُعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کا قُرب حاصل کرنے کی کوشش کریں

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

"خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں نیکی کی باتیں بھی بتائیں اور نیکی اور تقویٰ کی راہیں بھی انسان پر کھولیں اور ان دو چیزوں میں فرق ہے مثلاً ایک ہے خرچ کرنا اور ایک ہے دوسروں پر خرچ کرو اور" ان کا حق ادا کرو" اور یہ حکم ہے لیکن کن راہوں پر چل کر صحیح خرچ ہو سکتا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ نے بتا دیا ہے۔ تقویٰ کی راہوں کی تعیین بھی خدا تعالیٰ نے کر دی ہے اور اگر انسان اپنی بشری کمزوری کے نتیجہ میں بھٹک جائے تو مغفرت اور توبہ کے سامان بھی اس کے لئے پیدا کر دیئے ہیں۔ اس بیان کو تعلق باللہ پر ختم کیا۔ فرمایا۔ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنا اس کے حقوق کی ادائیگی کرنا۔ انسانوں کے حقوق کا خیال کرنا۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کرنا اپنے نفس کی طاقتوں کو ضائع نہ کرنا۔ خود اپنے نفس، کا خیال رکھنا اپنی صحیح نشو و نما کرنا۔ خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو اختیار کرنے کے قابل ہو جانا یہ طاقت ہونا کہ انسان اپنے دائرۂ استعداد کے اندر نیکیوں میں بڑھتا چلا جائے۔ یہ سب کچھ اپنے زور کے ساتھ تو نہیں ہو سکتا۔ یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خدا تعالیٰ سے دعاؤں کے ذریعہ قوت اور طاقت حاصل نہ کی جائے کیونکہ خدائے قادر و توانا جو تقویٰ والا ہے جس نے تقویٰ کی راہیں معین اور واضح کر دیں اسی سے ہدایت مانگنی ہے کہ اے خدا! ہمیں بھٹکنے نہ دے اور جب انسان بھٹک جائے اور اس سے بشری کمزوری سرزد ہو جائے تو اس صورت میں صرف خدا کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے کہ اے خدا! مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔ اس کے بغیر تو انسان کی نجات ممکن نہیں۔ پس جو لوگ جنّت میں گئے ان کا بھی یہاں ذکر آگیا یعنی جب دوزخیوں کا ذکر آگیا کہ انہوں نے یہ کام نہیں کئے۔ تو جنتیوں کا خود بخود آگیا کہ انہوں نے یہ کام کئے۔ لیکن انہوں نے اپنے زور کے ساتھ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے نتیجہ ہی میں وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے قابل ہوئے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ جس مقصد کے لئے وہ پیدا ہؤا ہے اس میں کامیاب ہونے کی وہ ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔"

خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۷۸ء

خُدا تعالیٰ کے احکام اور صفات کی پیروی کرنے کی کوشش کریں

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"خدا تعالیٰ صرف اپنی صفات کے جلووں سے ظاہر نہیں ہوتا بلکہ اوامر اور نواہی کے جلووں سے ظاہر ہوتا ہے۔ احکام دیتا ہے۔ اور بعض چیزوں سے منع کرتا ہے کہیں شجرۂ طیبہ ہے اور کہیں شجرۂ خبیثہ ہے۔ فرماتا ہے کہ شجرۂ ممنوعہ کی طرف نہ جاؤ۔ وہ خبیث شجر ہے تو یہاں انسان روزانہ دو ٹوک فیصلے کرنے کا اہل ہو جاتا ہے یہاں اس کی سوچوں اور فکروں کا سوال نہیں رہتا۔ بلکہ کھلم کھلا خدا کی عبودیت کے مراحل اس کے سامنے آتے ہیں اور ہر مرحلے پر وہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں نے عبودیت کرنی ہے یا عبودیت سے منہ پھیرنا ہے پس ان معنوں میں جب وہ ان شرائط کو پورا کرتا ہے اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ پورا کرتا ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی حد تک پورا کرتا ہے تو وہی چار صفات کے جلوے دوبارہ ایک کے بعد دوسرے ہمارے سامنے رقص کرتے ہوئے آجاتے ہیں ایک حسین نظارے کی صورت میں آجاتے ہیں۔ ربوبیت کے معاملے میں ہم نے کس حد تک خدا کے احکامات کی پیروی کی اور اس کی مناہی سے بچے۔ رحمانیت کے پہلو سے ہم نے خدا تعالےٰ کے کس کس حکم کی پیروی کی اور کس کس حکم کا انکار کیا۔ اور رحیمیت کے پہلو سے ہم نے کس حد تک خدا تعالےٰ کے احکامات کی پیروی کی یا ان کا انکار کیا۔ اور اسی طرح مالکیت کے پہلو سے ہم کس حد تک واقعۃً خدا کے سچے بندے ثابت ہوئے۔ یہ عبودیت کے مضمون کو مکمل کر دیتا ہے اور اسی مضمون میں یہ نماز بھی شامل ہے جس میں ڈوب کر آپ خدا سے یہ تعلقات قائم کر رہے ہیں خدا نے ہی اپنے تعلق کا یہ ذریعہ بیان فرمایا اور سب سے زیادہ اس کو اہمیت دی تو اس ساری دُنیا کی سیر کے بعد جب ایک نمازی واپس اپنے حال میں لوٹتا ہے تو یہ بھی پھر پہچانتا ہے اور دیکھنے کی کوشش کرتا ہے کہ میں کس حد تک نماز کے تقاضے پورے کر رہا ہوں اور کس حد تک عدل سے بالا اور اونچا ہو کر خدا کے حضور ایسی عبادت کر رہا ہوں کہ اگر نہ بھی کروں تو مجھ پر حرف نہیں لیکن بہت بڑھ کر سلوک کرتا ہوں اور جب یہ مضمون شروع ہوتا ہے تو وہاں احسان کا مضمون داخل ہو جاتا ہے یعنی نماز عدل سے احسان میں داخل ہونے لگتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر حسین ہونے لگ جاتی ہے۔"

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ دسمبر ۱۹۹۰ء

"ہمّت پیدا کرو اور اپنا معیار بلند کرو اور اپنے عزائم کو بلند کرو اور پُختہ کرو کہ ہم نے ہر صُورت سے بُرائی کا مقابلہ کر کے نہ صرف یہ کہ اس کو اپنے اندر نہیں داخل ہونے دینا بلکہ اس کو غیروں سے بھی نکالنا ہے۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

کرو۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہیں کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہو جائے اور وہ کہے کہ اچھا اسے منس کر دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ باسی اور سڑی بسی روٹیاں جو کسی کام نہیں آ سکتی ہیں فقیروں کو دے دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں ہم نے خیرات کر دی ہے۔ ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہیں اور نہ ایسی خیرات مقبول ہو سکتی ہے"۔

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ۔ جلد اول ۔ ۱۶۷)

پانچ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء میں احباب جماعت کو کثرت سے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دلاتے ہوئے خصوصیت سے "زکوٰۃ" کی ادائیگی کی طرف بھی متوجہ فرمایا تھا۔ یہ خطبہ الفضل انٹرنیشنل ۱۸ مارچ تا ۲۴ مارچ کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں نظارت بیت المال کی طرف سے موصول ہونے والا ایک مضمون احباب کی خدمت میں پیش ہے۔ [ادارہ]

اسلام کے نظام مالیات میں زکوٰۃ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ پانچ بنیادی ارکان اسلام میں زکوٰۃ ایک اہم رکن ہے۔ اس نہایت اہم فریضہ کی تفصیل سے آگاہ ہونا ہر مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے۔

تفصیلات میں جانے سے قبل احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی راہنمائی کے لئے عرض ہے کہ شریعت اسلامیہ کی رو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم امام وقت کے پاس آنی چاہئیں۔ دوسرے مرکزی چندوں کی طرح زکوٰۃ بھی مرکز کے قائم کردہ نظام کے تحت جماعتی خزانہ میں داخل کروائی جائے۔ کسی مقامی جماعت یا فرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ زکوٰۃ کی رقم از خود کسی مستحق کو دیں۔ اگر کوئی دوست اپنی زکوٰۃ میں سے کچھ رقم اپنے کسی مستحق رشتہ دار کو دینا چاہیں تو وہ خلیفہ وقت کی اجازت سے ایسا کر سکتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہر حال صدق دکھاوے۔ تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے۔ کیوں کہ یہ انعام ان لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں"۔

(کشتی نوح)

زکوٰۃ کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"زکوٰۃ کیا ہے۔ یوخذ من الامراء و یرد الی الفقراء۔ امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے۔ اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی ہے۔ اس طرح سے باہم سرد گرم ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر یہ فرض ہے کہ وہ ادا کریں۔ اگر نہ بھی فرض ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا کہ غرباء کی مدد کی جائے مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو تو پرواہ نہیں۔ اپنے عیش و آرام سے کام ہے۔ جو بات خدا نے میرے دل میں ڈال دی ہے۔ میں اس کے بیان کرنے سے رک نہیں سکتا۔ انسان میں ہمدردی اعلیٰ درجہ کا جوہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۳﴾

(سورہ آل عمران: ۹۳)

یعنی تم ہرگز ہرگز اس نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی پیاری چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ

زکوٰۃ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ذریعہ ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اسلام نے بے شک روپیہ کو بند رکھنا ناجائز قرار دیا ہے مگر روپیہ کمانا منع نہیں کیا۔ پس فرماتا ہے اگر تم روپیہ کماتے ہو اور کچھ روپیہ اپنی ضروریات کے لئے عارضی طور پر جمع کر لیتے ہو جس پر ایک سال گزر جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔

اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کماتا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا۔ اگر دنیا کو وہ دین کو خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا۔ اور پوری دیانت داری کے ساتھ ادا کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ

شیطان کے تابع ہے۔ خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں"۔
(تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ اول صہ ۳۳۹)

زکوٰۃ کی حکمت

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ
(التوبہ آیت ۱۰۳) ۔یعنی تمام ان مومنوں سے جو اسلامی حکومت تلے رہتے ہیں، صدقہ لے۔ اس طرح تو ان کے دلوں کو پاک کرے گا، اور ان کے مالوں کو بھی دوسرے لوگوں کے مالوں کی ملونی سے صاف کر دے گا اور قومی ترقی کے سامان پیدا کرے گا۔ صدقہ سے مراد اس جگہ زکوٰۃ مفروضہ ہے۔ یہ لفظ صدقہ کا اور بہت سے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جن میں ایک زکوٰۃ مفروضہ بھی ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بغیر اس قسم کی زکوٰۃ لینے کے لوگوں کے مال پاک نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب تک لوگوں کا حق ادا نہ ہو مال پاک نہیں ہو سکتا اور نہ مالدار کا تقویٰ مکمل ہو سکتا ہے"۔
(تفسیر کبیر سورہ بقرہ زیر آیت ۴)

۲۔ "زکوٰۃ وہ خرچ ہے جو قرآن کریم میں فرض کیا گیا ہے اور اس کی حکمت یہ بتائی گئی ہے کہ تمام انسانوں کی دولت دوسرے لوگوں کی مدد سے کمائی جاتی ہے اور اس کمائی میں بہت دفعہ دوسروں کا حق شامل ہوتا ہے جو باوجود انفرادی طور پر دوسروں کا حق ادا کر دینے کے پھر بھی دولت مند کے مال میں باقی رہ جاتا ہے"۔

۳۔ "اس طرح زمیندار جو زمین میں سے اپنی روزی پیدا کرتا ہے گو اپنی محنت کا پھل کھاتا ہے مگر وہ اس زمین سے بھی تو فائدہ اٹھاتا ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنائی گئی تھی۔ پس اس کی آمد میں سے ایک حصہ حکومت کو قرآن کریم دلواتا ہے تا کہ تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے اسے خرچ کیا جائے"۔

۴۔ "زکوٰۃ جس رنگ میں رکھی گئی ہے۔ اس میں تو یہ حکمت ہے کہ اگر یونہی صدقہ کا حکم دیا جاتا رقم اور وقت مقرر نہ ہوتا تو بہت لوگ نہ دیتے۔ اس لئے تھوڑے سے تھوڑا چندہ شریعت نے مقرر کر دیا ہے کہ اس قدر اپنے مال سے ضرور دیا جائے۔ اس سے زائد جو دے وہ انعام کا مستحق سمجھا جائے اور جو اس حد تک بھی نہ دے وہ مجرم ہو۔ پس تم اس حد کو پورا کرو"۔

۵۔ "اس کے مقرر کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ بعض لوگوں کو جو ضروریات آ پڑتی ہیں ان کو فوراً پورا نہیں کیا جا سکتا۔ .... ایسے لوگوں کی بھی زکوٰۃ سے مدد کی جا سکتی ہے۔ تو زکوٰۃ سے غرباء کو بھی دیا جاتا ہے۔ تا کہ اپنی ضروریات پوری کریں۔ مگر ان کو بھی دیا ہے جنہیں کاروبار چلانے کے لئے ضرورت ہو اور پیشہ ور ہوں۔ پس زکوٰۃ کے فنڈ سے ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ افراد کے چندہ سے ان کا کام نہیں چل سکتا"۔
(ملائکۃ اللہ صہ ۶۲، ۶۳)

برکات زکوٰۃ

قرآن کریم میں بار بار یہ حکم وارد ہوا ہے کہ:
اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ
(البقرہ: ۴۴)
نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تقریباً ہر جگہ نماز کو قائم کرنے کے ارشاد کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ اور متعدد مقامات پر زکوٰۃ کے فوائد اور برکات کا ذکر فرمایا ہے۔ سورہ توبہ میں فرمایا:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ
وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

(سورہ التوبہ: ۷۱، ۷۲)
"یعنی مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ ضرور ان پر رحم کرے گا۔ اور اللہ غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنات کے وعدے کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے"۔

زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ الفصل الاول میں مذکور ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ اپنی زکوٰۃ لاتے تو آپ فرماتے کہ اے اللہ فلاں شخص کی آل پر اپنی رحمت نازل فرما۔ اور (راوی حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ صحابیؓ کہتے ہیں) جب میرے والد آپؐ کے پاس اپنی زکوٰۃ لائے تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ ابی اوفیٰ کی آل پر رحمت نازل فرما۔
یہ حدیث حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلم دونوں نے روایت کی ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی زکوٰۃ لاتا تو آپ فرماتے "اے اللہ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرما، آمین"۔
کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے حق میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار عالم کی رحمت کے نزول کی دعا دی ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے وعید

صاحب نصاب زکوٰۃ جیسے اہم فریضہ سے غفلت برتنے والوں کے لئے قرآن کریم میں سخت وعید بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

(سورہ التوبہ : ۳۴، ۳۵)

اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو جمع رکھتے ہیں۔ اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ان کو دردناک عذاب کی خبر دے۔ (یہ عذاب) اس دن (ہوگا) جب کہ اس (جمع شدہ سونے اور چاندی) پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔ پھر اس (سونے اور چاندی) سے ان کے ماتھوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ لگائے جائیں گے (اور کہا جائے گا) کہ یہ وہ چیز ہے جس کو تم اپنی جانوں کے لئے جمع کرتے تھے۔ پس جن چیزوں کو تم جمع کرتے تھے ان کے مزہ کو چکھو۔

اسی طرح "نیل الاوطار" جلد چہارم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس صاحب مال نے اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا نہ کی ہوگی اس کے مال کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کی چپیاں بنا کر ان کے ذریعہ اس کے پہلوؤں اور پیشانی کو داغا جائے گا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان اس عرصہ میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے فیصلہ کرے گا۔ اور پھر تارک زکوٰۃ کو اس کا رستہ دکھایا جائے گا خواہ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف"۔

زکوٰۃ فلاح و کامیابی کی کلید

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں کبھی کمی نہیں آتی بلکہ برکت پر برکت ملتی ہے اور رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۴۰﴾

(سورہ الروم : ۴۰)

"اور جو تم سود حاصل کرنے کے لئے دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مالوں میں بڑھے تو وہ اللہ کے حضور میں نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ کے طور پر دیتے ہو تو یاد رکھو کہ اس قسم کے لوگ خدا کے ہاں بڑھا رہے ہیں۔

پھر فرمایا:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۲﴾
الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۳﴾
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۴﴾
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿۵﴾

(سورہ المومنون : ۲ تا ۵)

"مومن اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں اور جو زکوٰۃ باقاعدہ دیتے ہیں۔

اسی طرح سورہ لقمان میں فرمایا:۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۵﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ

(سورہ لقمان : ۵، ۶)

"وہ لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اخروی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے آنے والی ہدایت پر مضبوطی سے قائم ہیں اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

پس صاحب نصاب احباب کو چاہئے کہ شوق اور رغبت سے زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے لامتناہی فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مستحق ٹھہریں۔

زکوٰۃ کی وصولی کے لئے جہاد

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ جیسے رقیق القلب شخص نے فرمایا:۔

"قسم ہے اللہ کی میں ضرور جہاد کروں گا ان لوگوں سے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔ خدا کی قسم اگر بکری کا ایک بچہ یا اونٹ کا گھٹنا باندھنے والی رسی بھی جو وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور زکوٰۃ پیش کیا کرتے تھے مجھے نہ دیں تو میں ان سے ضرور جنگ کروں گا"۔

(مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ الفصل الثالث)

تاریخ اسلام میں اس فریضہ کے سوا کسی اور فریضہ کی عدم ادائیگی کی بناء پر اعلان جنگ ثابت نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فریضہ کی ادائیگی قصر اسلام کی عملی تکمیل کے لئے اشد ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ مالی قربانیاں کرنے میں تمام عالم اسلام میں پیش پیش ہے۔ علاوہ دیگر چندوں کے، غالب اکثریت بڑے شوق اور اہتمام سے اپنی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ مگر شاذ

طور پر ایسے دوست بھی ہونگے جن پر زکوٰۃ واجب تو ہوتی ہے مگر مسئلہ کی لاعلمی کی وجہ سے یا بشری کمزوری کی بناء پر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور اس طرح ایک بڑے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اے وے تمام لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو! آسمان پر تم اس وقت میری جماعت میں شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے"۔

(کشتی نوح)

نصاب زکوٰۃ

جن مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان میں سے ہر ایک کے لئے شریعت نے ایک مقدار اور حد مقرر کر دی ہے جسے نصاب کہتے ہیں۔ جو مال اس مقدار سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی اور اگر مال اس مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے

کھجوروں اور انگوروں پر تو اسی وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب وہ بر آمد ہوں۔ لیکن صرف ایک مرتبہ ہی واجب ہوتی ہے۔ پھر خواہ وہ کتنے سال تک پڑے رہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ لیکن باقی مالوں پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ مالک نصاب کے پاس ایک سال رہے ہوں۔ پھر وہ مال جب تک بقدر نصاب باقی رہیں ان پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی۔

کن اموال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

مندرجہ ذیل اموال پر زکوٰۃ واجب ہے۔ نقدی، سونا، چاندی، کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، دنبہ۔ زمین کی پیداوار جو قابل ذخیرہ ہو۔

زیور کی زکوٰۃ

شریعت نے عام چیزوں کے استعمال پر زکوٰۃ نہیں رکھی مثلاً سکنی مکان، اثاث البیت، سواری وغیرہ۔ زیور کی زکوٰۃ کے بارہ میں حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسب ذیل فیصلہ ہے:۔

"جو زیور استعمال میں آتا ہے اس کی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے اور کبھی کبھی پہنا جاوے اس پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ جو زیور پہنا جاوے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے۔ بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اس کی زکوٰۃ نہیں اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کے استعمال کے لئے نہ دیا جائے اس میں زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنے موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو زیور روپیہ کی طرح رکھا جائے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں"۔

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ، جلد اول صـ ۱۶۸)

بعض وضاحتیں

۱۔ بعض اموال پر حکومت ٹیکس یا مالیہ وصول کرتی ہے۔ اگرچہ اس کا نام زکوٰۃ نہیں رکھا جاتا تاہم ایسے اموال پر مزید کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ کسی مال پر حکومت کا ٹیکس زکوٰۃ کی مقررہ شرح سے کم ہو۔ اس صورت میں ٹیکس کی رقم زکوٰۃ کی کل رقم سے منہا کر کے باقی بطور زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔

۲۔ جانوروں کی زکوٰۃ صرف ان چارپایوں پر عائد ہوتی ہے جو جنگل میں چر کر خوراک حاصل کرتے ہوں اور انہیں خود چارہ ڈالنے کی ضرورت نہ پڑتی ہو۔ نیز جوتنے اور لادنے کے کام نہ لائے جاتے ہوں۔

۳۔ زکوٰۃ کے مختلف نصاب رکھنے والے اموال کو جمع کر کے ان پر مشترکہ طور پر زکوٰۃ عائد نہیں کی جا سکتی۔ مثلاً اونٹوں کا نصاب پانچ راس ہے۔ اور گائیوں بھینسوں کا تیس راس ہے۔ جس شخص کے پاس یہ دونوں اقسام کے جانور ہوں تو ان میں سے کسی ایک قسم کے جانوروں پر اس وقت زکوٰۃ عائد ہوگی جب ان کی اپنی اپنی تعداد نصاب کو پہنچ جائے۔

چندہ اور زکوٰۃ الگ الگ ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انفاق فی سبیل اللہ کی دس اقسام بیان فرمائی ہیں۔ اور زکوٰۃ کو پہلی قسم قرار دیا ہے۔ دوسری قسم صدقہ ہے اور سلسلہ احمدیہ کے دوسرے چندے تیسری قسم کی ذیل میں آتے ہیں۔ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"تیسری چیز چندہ ہے جو دین کے جہاد کے لئے ہوتا ہے۔ یہ جہاد خواہ تلوار سے ہو یا قلم اور کتب سے۔ یہ بھی ضروری ہے، کیونکہ زکوٰۃ اور صدقہ تو غرباء کو دیا جاتا ہے۔ اس سے کتابیں نہیں چھاپی جاسکتیں۔ اور نہ مبلغوں کو دیا جاسکتا ہے"۔ (ملائکۃ اللہ صـ ۶۲)

اسی طرح فرمایا:۔

"اسی طرح اگر جہاد کی غرض سے یا کسی قومی خدمت کے لئے جو براہ راست اس کے متعلق نہیں کوئی شخص کسی بھائی کی امداد کرتا ہے تو اس کا وہ خرچ بھی صدقہ نہیں کیونکہ اس خرچ سے دوسرے بھائی کی ذاتی ضرورت پوری نہیں کی گئی۔ بلکہ اس کے بدلہ میں اس سے ایک قومی کام لیا گیا ہے۔ سو یہ تیسری قسم کا خرچ ہے جو نہ زکوٰۃ ہے نہ صدقہ مگر ہے نہایت ضروری اور

باقی صـ ۱۳ پر

اجرام فلکی میں زندگی

(محمود احمد اشرف)

(نوٹ:۔ زیر نظر مضمون میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان سے ریکارڈ شدہ دو اقتباسات شامل ہیں جن کی صحت کی ذمہ داری مضمون نگار پر عائد ہوتی ہے۔)

یہ سوال قدیم سے انسان کے ذہن میں موجود رہا ہے کہ کیا اس کائنات میں کرہ ارض کے علاوہ بھی کسی جگہ کوئی زندہ مخلوق موجود ہے۔ زمانہ قدیم میں تو کائنات کے متعلق انسان کا تصور بہت محدود تھا لیکن اب جب کہ ہمیں یہ علم ہے کہ یہ کائنات ہمارے ہر تصور سے بھی وسیع تر ہے تو اس مذکورہ سوال کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اس وسیع و عریض کائنات میں ہماری زمین کی حیثیت کی مثال دنیا کے سب ساحلوں پر پڑی ہوئی ریت کے صرف ایک ذرے سے دی جا سکتی ہے۔ اور ابھی ہم کائنات کی ان وسعتوں کی کسی حد سے واقف نہیں ہیں۔

جدید دور کے سائنس دانوں اور بڑے بڑے مفکرین نے شائد کائنات کی انھی وسعتوں سے حیرت زدہ ہو کر اور اس میں بنی نوع انسان کی تنہائی سے مضطرب ہو کر لکھا ہے کہ کیا صرف ہماری اس بے حقیقت زمین پر انسان کی پیدائش کے لئے یہ اتنی بڑی کائنات پیدا کی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اتنے بڑے اور وسیع منصوبے کا اتنا چھوٹا حاصل بہت عجیب لگتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ سائنس کے حوالے سے انسان ابھی تک اس کائنات میں کسی بھی قسم کی زندگی کے وجود سے کلیۃً لاعلم ہے۔ کرہ ارض پر بنی نوع انسان ابھی تک تنہا ہیں مگر کائنات میں زندگی کی تلاش کا سفر ابھی جاری ہے۔ یہ سفر ابھی جس ابتدائی منزل پر ہے اس کے متعلق کچھ جاننے سے پہلے آیئے ہم قرآن کریم سے اس اہم اور دلچسپ موضوع پر رہنمائی حاصل کریں۔

ہم کائنات میں اکیلے نہیں ہیں

قرآن کریم ہماری موجودہ معلومات کے بالکل برعکس کائنات میں زندگی کے وجود کا اثبات کرتا ہے۔

سورۃ الطلاق آیت ۱۳ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۱۳

یعنی اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے ہیں اور زمینیں بھی آسمانوں کے عدد کے مطابق (پیدا کی ہیں) ان (آسمانوں اور ان زمینوں) کے درمیان اس کا حکم نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اسی طرح اللہ ہر چیز کا علم سے احاطہ کیے ہوئے ہے۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں ایک اور جگہ (سورۃ الحشر آیت ۲ میں) فرماتا ہے:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

یعنی آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کی تسبیح کر رہا ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں یہ اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں بھی آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

زندگی کی تعریف کیا ہے۔؟

سائنسی بنیادوں پر جب ہم اجرام فلکی میں زندگی کی تلاش کا سفر شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں یہ سوال درپیش ہوتا ہے کہ زندگی کی تعریف کیا ہے۔ وائرس اور بکٹیریا سے لے کر انسان تک کرہ ارض پر زندگی کی لاتعداد انواع واقسام پائی جاتی ہیں جن سے ہم واقف ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے علاوہ زندگی کی کوئی اور شکل نہیں ہو سکتی۔ افسانوی سائنس میں جن عجیب و غریب خلائی مخلوقات کا ذکر ملتا ہے سائنس تو ان تصورات کی بھی کلیۃً نفی نہیں کر سکتی ہے۔ لیکن بہرحال سائنس دان کہتے ہیں کہ اجرام فلکی میں زندگی کی تلاش کے متعلق ہمیں صرف اس زندگی تک محدود رہنا چاہیئے جسے ہم زندگی کے طور پر جانتے ہیں۔ بصورت دیگر ہماری تلاش کی نہ کوئی انتہا ہو سکتی ہے اور نہ ہی شائد کوئی ٹھوس نتیجہ ہمارے سامنے آ سکتا ہے۔

قرآن کریم میں ہمیں جس بیرونی زندگی کا اثبات ملتا ہے اگرچہ ہم اسکی نوعیت کا تعین تو نہیں کر سکتے تاہم کائنات میں پائی جانے والی وحدت کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہماری پہچانی ہوئی زندگی سے کسی نہ کسی رنگ میں مشابہ ہوگی۔ اس سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مجلس عرفان میں گفتگو کا یہ اقتباس کچھ روشنی ڈالتا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

"مخلوق مختلف شکل کی اور مختلف مادوں سے مرکب ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی مخلوق آگ سے بنی ہو۔ ہو سکتا ہے وہ کمپیوٹر ہارڈ ویر کی طرح بنی ہوئی کوئی چیز ہو۔ ہو سکتا ہے وہ محض ایک Ionization ہو اس کے باوجود زندہ مخلوق ہو۔ کیونکہ زندہ مخلوق کے لئے ایک تنظیم Organization اور ایک شعور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ صرف تنظیم تو کمپیوٹر میں بھی ہوتی ہے لیکن وہ ایک زندہ مخلوق نہیں ہے۔ اگر کمپیوٹر "میں" کہنے لگ جائے اور وہ "میں" کی حقیقت کو جانتا ہو تو وہ ایک زندہ چیز بن جائے گی۔ پس تنظیم زندگی کی طرح کا ایک Phenomenon پیدا کر سکتی ہے لیکن اگر خدا نے ایک تنظیم پیدا کر کے اس کو "انا" عطا کی ہے تو یہ ایک زندہ چیز ہے۔ پس یہ زندہ چیز کچھ بھی ہو سکتی ہے۔ خدا کی طاقتوں کو اس قسم کی زندگی تک محدود نہ کریں جو ہم زمین پر دیکھتے ہیں۔" (اقتباس از مجلس عرفان حضور انور ایدہ اللہ)

جیسا کہ یہ بتایا جاچکا ہے کہ سائنسی نقطہ نظر سے جب ہم زمین سے باہر زندگی کی تلاش کرتے ہیں تو ہم زمینی زندگی کے آثار و علامات کی تلاش تک ہی محدود ہوتے ہیں۔ زمین پر جو زندگی پائی جاتی ہے کیمیائی ترکیب کے اعتبار سے اسکی بنیاد کاربن پر ہے۔ کیمیائی تعاملات کے لئے پانی بطور واسطہ (Medium) ہے۔ ہائیڈروجن اور نائٹروجن کا کردار بھی اہم ہے۔ فاسفورس توانائی کو ذخیرہ کرنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے کام آتی ہے۔ سلفر پروٹین کے مالیکیول کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زمینی زندگی کے متعلق یہ حقائق جاننے کے بعد اجرام فلکی میں ایسی زندگی کی تلاش کے لئے ہم یہ معیار مقرر کرسکتے ہیں۔ باہر کسی جگہ زندگی کے وجود کے لئے ضروری ہے کہ مثلاً وہ عناصر جو زندگی میں بنیادی کردار کے حامل ہیں وہ کائنات میں کثرت سے ہوں۔ کیمیائی مرکبات کی تشکیل کے لئے کوئی واسطہ پانی کی طرح کا ہو کیونکہ ٹھوس حالت میں باہمی نفوذ مشکل ہوجاتا ہے اور بہت طویل وقت لیتا ہے۔ اسی طرح سائنس دان کہتے ہیں کہ زندگی کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ بالائے بنفشی شعاعوں سے حفاظت کا بھی کوئی انتظام ہو جیسے ہماری زمین کے گرد کرہ ہوائی ہے۔ اس قسم کے دیگر کئی اصول اور معیار مقرر کرکے اجرام فلکی میں زندگی کی تلاش کا کام جو سائنسی بنیادوں پر استوار ہے ۱۹۵۰ء کی دہائی سے شروع ہوا ہے۔ اور خلا میں زندگی کی اس تلاش کو Exobiology کا نام دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں اب تک جو معلومات سامنے آئی ہیں ان کا کسی قدر مطالعہ باعث دلچسپی ہوگا۔

چاند پر زندگی کی تلاش

چاند زمین کا سیارہ ہے۔ اسکے متعلق جو حقائق ہمیں حاصل ہوئے ہیں ان کے مطابق چاند پر درجہ حرارت 100K سے لے کر 400K تک ہے۔ اور چونکہ چاند کے گرد کوئی قابل ذکر کرہ ہوائی بھی موجود نہیں ہے اس لئے سورج سے بالائے بنفشی شعاعیں اور چارج شدہ ذرات بلا روک اسکی سطح پر گرتے ہیں۔ اور شعاعوں کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ ہمارے علم کے مطابق جو خوردبینی حیات (Micro Organism) سب سے زیادہ ایسی شعاعوں کا مقابلہ کرسکتی ہے وہ بھی چاند کی سطح پر صرف آدھ گھنٹہ زندہ رہ سکتی ہے۔ اسی طرح مائع کی کوئی شکل چاند پر موجود نہیں ہے۔ چنانچہ چاند کی سطح زندگی کی کسی بھی شکل کے لئے بہت نامناسب دکھائی دیتی ہے۔ چاند سے مٹی کے جو نمونے لائے گئے ان میں کسی قسم کے نامیاتی مالیکیول کی تلاش کے لئے جو تحقیق کی گئی وہ بے نتیجہ رہی ہے۔

مریخ پر زندگی کے امکانات

مریخ کے متعلق بڑی دیر سے یہ خیال رہا ہے کہ وہاں زندگی کی کوئی ابتدائی شکل موجود ہوسکتی ہے۔ اسکے گرد جو باریک کرہ ہوائی موجود ہے وہ زیادہ تر کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس پر مشتمل ہے۔ کاربن مونو آکسائیڈ گیس اور پانی کے بھی کچھ آثار ملے ہیں۔ اسی طرح نائیٹروجن بھی پائے جانے کا امکان موجود ہے۔ مریخ کی طرف بھیجے جانے والے خلائی مشنوں سے معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ مریخ کی سطح پر بالائے بنفشی شعاعیں گر رہی ہیں تاہم اس کی فضا میں سرخ رنگ کا کوئی مادہ جو غالباً Ferric Oxide ہے موجود ہے اور یہ ان شعاعوں کا بڑا حصہ جذب کرلیتا ہے۔ درجہ حرارت بھی مریخ پر خط استوا پر قدرے معتدل ہے۔ تاہم رات کے وقت اور قطبین پر درجہ حرارت اتنا کم ہوتا ہے کہ فضا میں پائے جانے والے بخارات جم جاتے ہیں۔ مریخ کی سطح پر پائے جانے والے ان حالات کو مصنوعی طور پر پیدا کرکے ایسے خوردبینی حیات کو ان میں رکھا گیا جو اوکسیجن کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں تو وہ نہ صرف زندہ رہے بلکہ انکی نشو و نما بھی مشاہدہ کی گئی۔ اس امر کے باوجود کہ مائع شکل میں پانی ایک دن میں صرف پندرہ منٹ کے لئے مہیا کیا جاتا تھا۔ ان تجربات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمینی زندگی کو مریخ کی سطح پر بقا کے لئے کوئی خاص مشکلات درپیش نہیں ہیں۔ تاہم یہ بات حتمی طور پر پھر بھی نہیں کہی جاسکتی کہ مریخ پر زندگی موجود ہوسکتی ہے۔

وینس پر زندگی کے امکانات

وینس پر بھی کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی وغیرہ کے آثار موجود ہیں جو کہ فوٹو سنتھی سز (Photosynthesis) کے لئے ابتدائی ضروریات میں شامل ہیں۔ وینس کے گرد جو بادل سے موجود ہیں ان کا دباؤ زمین کے کرہ ہوائی کے دباؤ کے ہی برابر ہے۔ خاص طور پر بادلوں کی نچلی سطح پر جو حالات ہیں وہ ہمارے موجودہ علم کے مطابق خلا میں پائے جانے والے حالات میں سے سب سے زیادہ زمینی حالات کے مشابہہ ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ محض فضا میں پیدا ہونے والی اور فضا میں ہی زندہ رہنے والی کسی بھی خوردبینی زندگی کا ہمارے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ جس طرح مچھلیاں سمندر کے پانی میں ایک خاص بلندی پر رہتی ہیں وینس میں زندگی کی کوئی قسم ایک مخصوص بلندی پر پائی جاتی ہو۔ کیونکہ جہاں تک وینس کی سطح کا سوال ہے وہاں تو درجہ حرارت اس قدر زیادہ ہے کہ زمینی زندگی کی بقا ناممکن ہے۔ تاہم پھر بھی وہاں ایسی زندگی کے امکان کو رد کرنا ممکن نہیں ہے جس کی کیمیائی ترکیب ہماری زندگی سے مختلف ہو۔

نظام شمسی سے باہر زندگی کے امکانات

نظام شمسی سے باہر کروڑہا ستارے اور سیارے موجود ہیں۔ اور اگر ہم اپنی کہکشاں سے باہر جائیں تو کروڑہا کہکشائیں ہیں۔ اب اتنی بڑی کائنات میں زندگی کی تلاش کی ابتداء میں ہی انسانی عقل تھکنے لگتی ہے اور وہ ذرائع جو تمام تر سائنسی ترقی کے باوجود کائنات میں دور دور تک رسائی کے لئے ہمیں حاصل ہیں بے بس نظر آتے ہیں۔ پھر بھی اس تلاش بسیار کے باوجود ہمارے پاس زندگی کے وجود کے لئے کوئی ثبوت نہیں ہے مگر اس سے بہت بڑھ کر ہمارے پاس نظریاتی طور پر کوئی بھی وجہ ایسی موجود نہیں ہے جسکی بنا پر ہم زندگی کے امکان کو رد کرنے کی جرات کرسکیں۔ مثلاً ہمارے نظام شمسی سے انیس نوری سال دور ایک ستارہ Delta Pavenis ہے جو کہ ہمارے سورج سے بہت ہی مشابہہ ہے۔ اگرچہ ابھی ہمیں اسکے گرد سیاروں کا کوئی علم نہیں ہے تاہم بہت ممکن ہے کہ وہاں کوئی زندگی بلکہ کوئی ذہین مخلوق موجود ہو۔ ۱۹۷۲ء میں Pioneer 10 کو خلا میں نظام شمسی کی حدود سے باہر جانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس میں کسی ذہین مخلوق سے رابطہ کے لئے باقاعدہ ایک نظام تشکیل دیا گیا تھا۔ اس خلائی مشن کا سفر انسان کی اس خواہش کے ساتھ ساتھ جاری ہے کہ شاید کہیں کوئی مخلوق ہو اور وہ بھی ہماری طرح کائنات میں کسی اور جگہ کسی زندہ مخلوق کی تلاش میں ہو۔

قرآن کریم کا ایک اور حیرت انگیز انکشاف

اجرام فلکی میں زندگی کے متعلق ہماری موجودہ لاعلمی میں قرآن کریم کا یہ بیان کہ زمین کے علاوہ بھی زندگی موجود ہے ہمیں حیرت میں ڈال دیتا ہے اور ہمارے تجسس میں اور بھی اضافہ کر دیتا ہے۔ لیکن قرآن کریم اس سے بھی بڑھ کر ایک حیرت انگیز انکشاف کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس زندگی سے ہمارا رابطہ بھی ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ (سورۃ الشوریٰ آیت ۳۰ میں) فرماتا ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۳۰﴾

اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان جانداروں کی قسم سے اس نے پھیلایا ہے اس کے نشانوں میں سے ہے اور جب وہ چاہے گا ان سب کے جمع کرنے پر قادر ہوگا۔

اس آیت میں اول تو اس یقینی خبر کو دہرایا گیا ہے کہ اجرام فلکی میں بھی خدا تعالیٰ نے زندگی پیدا کی ہے۔ دوسرے اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ نباتاتی زندگی سے بڑھ کر چلنے پھرنے اور رینگنے والی زندگی ہے۔ "دابۃ" رینگنے اور چلنے پھرنے والے جاندار کو کہتے ہیں۔ گویا یہ وہ زندگی ہے جو زوآلوجی میں زندگی سمجھی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خواہ وہ لوگ یہاں آئیں یا ہم وہاں جائیں قرآن کریم کھلی کھلی خبر دے رہا ہے کہ وہ ملاقات ہوگی۔

وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۳۰﴾ میں "جمعھم" کا جو صیغہ ہے وہ بتا رہا ہے کہ اس ترجمہ میں کوئی تاویل نہیں کی گئی بلکہ یہ لفظاً لفظاً ترجمہ ہے کیونکہ سموات اور زمین کے لئے پہلے خدا تعالیٰ نے "ھما" کی ضمیر پھیری ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ قیامت کے دن سب مل جائیں گے۔ یہ مراد ہی نہیں ہے۔ زمین و آسمان کے لئے "ھما" کا لفظ استعمال کیا اور جانداروں کے لئے "جمعھم" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو عربی لغت کسی اور ترجمے کی آپکو اجازت ہی نہیں دے رہی ہے - - - - "ان" ان معنوں میں آتا ہے کہ اگر خدا چاہے تو ایسا کرے گا۔ یہ محض امکانی بحث ہے۔ "اذا" کا معنی اگر نہیں ہے۔ "اذا" کا معنی ہے جب خدا چاہے گا ایسا کرے گا یعنی Positive Information ہے کہ ضرور کرے گا۔ کب کرے گا؟ جب وہ چاہے گا۔" (اقتباس از مجلس عرفان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ) (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

بقیہ صفحہ ۱۰ سے

انسان کو بہت بڑے ثواب کا مستحق بناتا ہے۔ آجکل تلوار کا جہاد تو ہے نہیں۔ پس اشاعت اسلام اور نظام جماعت کی مضبوطی اور اس قسم کے دوسرے کاموں کے لئے جو رقوم دی جاتی ہیں وہ اس مد میں شامل ہیں۔ اور "و جاہدوا باموالکم وانفسکم" کے حکم کے پہلے نصف کو پورا کرنے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ مگر دوسرا نصف اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ مال خرچ کرنے کے علاوہ کبھی کبھی اپنے کاموں کا خرچ خود ہی کچھ دن تبلیغ کے لئے دے یا ترقی کی غرض سے تعلیم و تربیت کے کام میں حصہ لے"۔

(تفسیر کبیر سورہ البقرہ آیت ۴)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو چندہ ہر احمدی کے ذمہ لازمی اور حتمی قرار دیا ہے اور اسے متواتر تین ماہ تک ادا نہ کرنے والے شخص کو اپنی جماعت سے خارج بتایا ہے۔ وہ زکوٰۃ سے بالکل الگ اور علیحدہ ہے۔ غرض زکوٰۃ ایک الگ فریضہ ہے جو باوجود ان مختلف چندوں کے ادا کرنے کے پھر بھی واجب الادا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ روئے زمین پر بسنے والے تمام صاحب نصاب احمدیوں کو اسلام کے اس بنیادی اور اہم رکن پر بہ دل و جان عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خود کاشتہ پودا

(مکرم آفتاب احمد بسمل صاحب)

اک میرے شناسا لگے فرمانے یہ اک روز
ہے احمدی انگریز کا خود کاشتہ پودا

مانگا جو ثبوت اُن سے تو شرمندہ سا ہو کر
کہنے لگے "اک مولوی صاحب نے کہا تھا"

میں نے کہا معلوم حقیقت نہ ہو جس کو
اُس کو سخن اس طرح کا زیبا نہیں دیتا

کچھ غور کرو عقل سے تم کام ذرا لو
کہتے ہوئے یہ بات ذرا تم نے نہ سوچا

جس شخص نے کی عمر بھر اسلام کی خدمت
جو دین مسیحی سے رہا معرکہ آرا

انگریز کے مذہب کے اڑا ڈالے پرخچے
تثلیثی عقائد کئے جس نے تہ و بالا

جس شخص نے قرآں کے براہین قوی سے
اسلام کا سب دینوں پہ ثابت کیا غلبہ

جس بطل جری نے کیا اسلام کو زندہ
ایوان مسیحی میں کیا زلزلہ برپا

سب پادری جس مرد مجاہد سے تھے لرزاں
اسلام کا دنیا میں تھا جو زندہ نمونہ

ناکارہ کیا جس نے نصاریٰ کا کفارہ
ثابت کیا کشمیر میں ہے مدفن عیسیٰؑ

جس مرد حق آگاہ نے باطل کے فسوں کو
قرآن کے اعجازی نشانات سے توڑا

مغلوب کیا جس نے ہر اک دشمن دیں کو
اونچا کیا ہر سمت محمدؐ کا پھریرا

اُس شخص پہ اور اُسکی جماعت پہ یہ الزام
لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

کراچی میں احمدی مسلمانوں کے گھروں پر حملہ

پوری بستی سے احمدیوں کا انخلاء
دس احمدی مسلمان زخمی - پندرہ گرفتار

(پریس ڈیسک - لندن)

کراچی کے حلقہ کورنگی کی بستی جو گلشن لطیف کہلاتی ہے۔ اس میں چند دنوں سے جماعت کے خلاف نفرت کی ایک مہم جاری ہے۔ اس بستی میں کل (۱۱) گھرانے احمدی مسلمانوں کے ہیں اور انہوں نے کوئی (۱۱) پلاٹ مکان بنانے کے لئے خرید رکھے ہیں۔

۲ مئی ۱۹۹۴ء کو اس بستی میں واقع احمدی گھرانوں کے بجلی کنکشن کاٹ دئے گئے۔ اور ۳ مئی کو پانی کے پائپ کاٹنے کی کوشش کی گئی جس پر جھگڑا ہوا اور مخالفین نے احمدی گھروں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں (۱۰) احمدی زخمی ہوئے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) محمد علی صاحب، عمر ۶۰ سال۔ ان کے سر پر شدید چوٹیں آئیں۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لیجایا گیا جہاں ان کی مرہم پٹی کر کے فارغ کر دیا گیا۔ ان کی حالت تسلی بخش ہے۔

(۲) طارق بٹ صاحب، عمر ۳۲ سال۔ بائیں ہاتھ پر چوٹ لگی۔ ہڈی ٹوٹ گئی۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لیجایا گیا۔ ہسپتال میں داخل ہیں جہاں ان کا اپریشن کر کے ہڈی کو جوڑا گیا ہے۔

(۳) خالد محمود بٹ عمر ۲۵ سال۔ سر پر چوٹ لگی ہے۔ روبصحت ہیں۔

(۴) محمد علی صاحب کی بچی، عمر ۱۶ سال جس کو ڈنڈوں سے مارا گیا۔ اس نے غیر احمدی ہمسائے کے گھر میں پناہ لے کر جان بچائی۔

(۵) نور احمد شمس صاحب، عمر ۲۶ سال۔ ان کے جسم پر ڈنڈوں سے وار کئے گئے۔ پولیس والے زخمی حالت میں ہی گرفتار کر کے لے گئے۔

(۶) محمد اسلم صاحب عمر ۲۵ سال۔ سر پر چوٹ آئی ہے۔ ان کو رائفل کے بٹ مارے گئے۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لے جایا گیا۔ بعد میں پولیس انہیں گرفتار کر کے تھانہ لے گئی۔

(۷) خورشید صاحب، عمر ۳۶ سال۔ ان کے سر پر پستول رکھ کر چلائی گئی لیکن گولی سائیڈ سے نکل گئی۔ ایک چھرہ سر میں ہے۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لے جایا گیا۔ بعد میں پولیس گرفتار کر کے تھانہ لے گئی۔

(۸) نصیر احمد صاحب، عمر ۲۵ سال۔ یہ اتفاق سے بستی میں اپنے عزیزوں کو ملنے آئے تھے کہ لوگوں نے پکڑ لیا اور خوب مارا۔ پولیس نے ان کو بھی گرفتار کر لیا۔

(۹) کلیم اللہ صاحب، عمر ۲۲ سال۔ سر پر چوٹ آئی۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال پہنچایا گیا۔ بعد میں انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا۔

(۱۰) عائشہ بی بی صاحبہ، والدہ طارق بٹ صاحب۔ لوگوں نے ڈنڈوں سے مارا۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لیجایا گیا۔ بعد میں ان کو رہا کر دیا گیا۔

اس ہنگامے کی وجہ سے ۳ مئی ۹۴ء کو احمدیوں کو اپنا گھر بار چھوڑ کر بستی میں سے نکلنا پڑا جو ابھی تک اپنے گھروں میں تھے انہیں اگلے دن ایک گھنٹے کا نوٹس دیا اور کہا کہ اگر ایک گھنٹے کے اندر بستی کو نہ چھوڑا تو مکانوں کو مکینوں سمیت آگ لگا دی جائے گی۔ اس طرح اس بستی سے مکمل طور پر احمدی مسلمانوں کا انخلا ہو گیا۔ پولیس نے نہایت جانبدارانہ رویہ سے کام لے کر اور بجائے اس کے کہ حملہ آوروں کو گرفتار کرتی ہمارے پندرہ افراد کو گرفتار کر کے لے گئی۔

جن افراد پر مقدمہ بنایا گیا ان کے نام یہ ہیں:-

۱۔ عبدالباری صاحب ۲۔ ناصر احمد صاحب ۳۔ زاہد صاحب ۴۔ خورشید احمد صاحب ۵۔ محمد اسلم صاحب ۶۔ کلیم اللہ صاحب ۷۔ داؤد احمد صاحب ۸۔ نور احمد شمس صاحب ۹۔ احمد صاحب ۱۰۔ نصیر بٹ صاحب ۱۱۔ نصیرالدین صاحب ۱۲۔ یوسف ثانی صاحب ۱۳۔ نصیر احمد صاحب ۱۴۔ نعیم الدین صاحب ۱۵۔ معین الدین صاحب (عمر ۵۵ سال)

دوسری طرف سے صرف تین افراد کو گرفتار کیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ احمدی گھروں میں سے دو مکانوں کی چھت اور دیواریں توڑی گئی ہیں۔ اور سامان لوٹنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ احباب جماعت سے تمام زخمیوں کے جلد شفایاب ہونے نیز مقدمات میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پاکستان کے تمام احمدیوں کو دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

کراچی میں مسجد احمدیہ پر حملہ

مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۹۴ء کو صبح فجر کی نماز کے وقت ۵ بجکر ۲۸ منٹ پر دو نقاب پوش افراد نے مسجد احمدیہ جو بیت النصرت کے نام سے موسوم ہے اور فیڈرل بی ایریا کراچی میں واقع ہے کی کھڑکی میں سے مشین گن سے فائرنگ کی اور موقع سے فرار ہو گئے۔ چونکہ کھڑکی بند تھی اور فائرنگ شیشوں کے باہر سے کی گئی تھی جس سے کانچ کے ٹکڑے ساری مسجد میں بکھر گئے۔ اس وقت مسجد میں مندرجہ ذیل احباب نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

مکرم صغیر چیمہ صاحب، مکرم بشیرالدین عباسی صاحب، مکرم سید رحمت علی شاہ صاحب، مکرم چوہدری محمد شریف صاحب، مکرم ابراہیم شمس صاحب، مکرم ناصر محمود ابن محمد ابراہیم شمس صاحب، مکرم احسن انوار صاحب، مکرم عبدالغنی صاحب اور فراز احمد صاحب۔

ایک نوجوان عمران ریاض مسجد کے دروازے پر حفاظت کی غرض سے کھڑا تھا۔

حملہ آوروں نے مغرب کی طرف کھڑکی سے فائرنگ کی۔ چونکہ سب احباب بیٹھے ہوئے تھے اس لئے اکثر گولیاں ان کے سروں کے اوپر سے گزر گئیں۔ مگر ایک گولی مکرم صغیر چیمہ صاحب کو سر میں

لگی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ زخم گہرا نہ تھا انہیں کار میں ڈال کر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں انہیں مرہم پٹی کے بعد گھر جانے کی اجازت دے دی گئی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ فائرنگ شروع ہوتے ہی ٹیوب لائٹ بند ہو گئی۔ غالباً دھماکے کی وجہ سے۔ اس طرح حملہ آوروں کو اندر کچھ دکھائی نہ دیا اور وہ اندھیرے میں فائرنگ کرتے رہے۔ چیمہ صاحب کے علاوہ تین اور دوست بھی زخمی ہوئے۔ چوہدری محمد شریف صاحب اور بشیرالدین عباسی صاحب جو شیشے کے ٹکڑے لگنے کی وجہ سے اور ابراہیم شمس صاحب جن کو گولی دیوار سے ٹکرا کر ران میں لگی زخمی ہوئے۔ مگر سب کے زخم بہت معمولی تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر سب کو محفوظ رکھا۔

احباب سے تمام زخمیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے

مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب، سیکرٹری وقف نو، ضلع نوشہرہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"نوشہرہ کے مکرم پروفیسر مرزا بشیر احمد صاحب کی تین لڑکیاں تھیں اور قریباً بارہ سال سے ان کے ہاں اولاد نہیں ہو سکی۔ ان کی اہلیہ کے کئی بار ابارشن (Abortion) کے بعد اور شوگر کا مرض پیدا ہو جانے کے بعد ڈاکٹروں نے انہیں اولاد کا سلسلہ بند کرانے کا مشورہ دیا۔ خود ان کا ارادہ بھی یہی تھا کہ بس تین بیٹیاں ہی کافی ہیں اور مزید نہ تو کوئی امید ہے اور نہ رکھنی چاہئے۔ مگر جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک وقف نو کا اعلان فرمایا تو انہوں نے بھی اس تحریک میں حصہ لینے کی نیت کی تو اللہ تعالیٰ نے بارہ سال کے بعد ایک بیٹے سے نوازا جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطاء الحی طلحہ رکھا"۔

—○○—

مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ، دارالبرکات ربوہ سے لکھتی ہیں:۔

"میری شادی کو دس سال ہو چکے تھے مگر کوئی اولاد نہ تھی۔ میں نے لاہور میں ایک لیڈی ڈاکٹر صاحبہ سے علاج کرانا شروع کروایا۔ ایک سال تک علاج کے بعد اس نے کہہ دیا کہ میں نے بہت علاج کیا ہے مگر تمہارے ہاں اولاد کا ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ اس کے چند ماہ بعد میرے خاوند کا ملازمت کے سلسلے میں چنیوٹ تبادلہ ہو گیا۔ میں نے ان ٹیسٹوں کے رزلٹ وغیرہ فضل عمر ہسپتال ربوہ کی ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کو دکھائے اور علاج شروع کر دیا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا کہ علاج کے دوران حضور کو باقاعدگی سے خط لکھوں گی، دعا کروں گی، صدقہ دوں گی اور تحریک وقف نو میں شمولیت کی نیت ضرور کروں گی۔ میں نے فوراً نیت کر لی اور علاج کے دو تین ماہ بعد ہی خدا تعالیٰ نے فضل کر دیا۔ میں نے وقف نو میں شمولیت کے لئے پیارے آقا کی خدمت میں خط بھی لکھا۔ جس کا جواب وقف نو کی منظوری کی شکل میں اگست میں آ گیا اور مباہل احمد دسمبر میں پیدا ہوا۔ اس کا نام بھی پیارے آقا کی طرف سے اس کی پیدائش سے ۱۵ دن پہلے پہنچ گیا۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے حضور کی دعاؤں اور تحریک وقف نو کی بدولت مجھے شادی کے بارہ سال بعد مباہل احمد عطا کیا۔ جس کی پیدائش تحریک وقف نو کی برکت بن گئی"۔

محترم حافظ قدرت اللہ صاحب

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے ایک نہایت ہی مخلص فدائی خادم اور مشرق و مغرب میں لمبا عرصہ خدمت اسلام کی سعادت پانے والے نامور مبلغ اسلام مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب ۱۳ مئی ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک صبح ساڑھے دس بجے لندن میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۷ سال سے متجاوز تھی۔

محترم حافظ صاحب کافی عرصہ سے بعارضہ قلب بیمار تھے۔ متعدد بار دل کا حملہ ہوا۔ اسی طرح فالج کے حملہ نے بھی آپ کی صحت کو بہت کمزور کر دیا تھا۔ سانس کی تکلیف اور کمزوری بہت زیادہ ہو جانے پر آپ ۲۹ اپریل کو کوئین میری ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ۹ مئی کو آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ ضعف قلب کے ساتھ ساتھ گردوں کی تکلیف شروع ہو گئی۔ بالآخر انہی عوارض سے آپ نے جمعہ کے روز ۱۳ مئی کو داعی اجل کو لبیک کہا اور مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

محترم حافظ صاحب مرحوم کی نماز جنازہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ مئی ۱۹۹۴ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں نماز ظہر سے قبل پڑھائی۔

نماز جنازہ کے بعد حضور انور نے محترم حافظ صاحب کی پیشانی پر دایاں دست مبارک رکھا اور زیر لب دعاؤں سے نوازا۔ بعد ازاں جنازہ احمدیہ قبرستان بروک ووڈ لیجایا گیا جہاں مقبرہ موصیاں میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے دعا کرائی۔

محترم حافظ قدرت اللہ صاحب ۲۲ فروری ۱۹۱۷ء کو سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ زندگی کا ابتدائی دور قادیان میں گزرا۔ وہیں تعلیم پائی اور قرآن مجید حفظ کیا۔ ۱۹۳۹ء میں زندگی وقف کی اور دارالواقفین میں تربیت حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۵ء میں بطور مبلغ انگلستان وارد ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہالینڈ گئے جہاں مشن قائم کرنے کے بعد ۱۵ سال بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ دس سال انڈونیشیا میں بھی تبلیغ اسلام کی سعادت ملی۔ ۲۷ سال کا طویل عرصہ میدان جہاد میں بسر کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین کا سلسلہ آخر دم تک جاری رہا۔

محترم حافظ صاحب ان دس اولین خدام میں شامل تھے جن کے اجلاس میں مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ جب لوائے احمدیت پہلی بار لہرایا گیا تو اس کی حفاظت پر مامور خدام کے گروپ میں آپ بھی شامل تھے۔ کچھ عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر بھی کام کرنے کا موقع بھی ملا۔